بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رسول اللہ

یا اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

عیدِ غدیر کا شرعی حکم

از قلم

خلیفۂ مجاز حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء

مدینہ مسجد، محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ۔ موبائل نمبر۔ 9759522786

نوری دار الافتاء
مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ۔موبائل نمبر۔9759522786

غدیر خم کے حوالے سے ایک خطیب کے چند گمراہ کن نظریات کا شرعی حکم

مسئولہ: محمد عبدالعزیز خان قادری، ناگپور۔ ۲ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماے دین اور مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ کے متعلق
کہ ناگپور کے تاج آباد شریف درگاہ کے سامنے میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور اس جلسے میں جو مقرر خصوصی مدعو کیے گئے شاید وہ اہل تشیع حضرات کے عقائدِ باطلہ سے بہت متاثر تھے۔ تو حضرت موصوف نے یوم علی رضی اللہ عنہ کے موضوع پر اہل سنت و الجماعت پر طعن لعن کرتے ہوئے تمام مجمع کو یوم غدیر منانے کی نصیحت دے ڈالی۔ نیز غدیر خم کا واقعہ بیان کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ اٹھا کر کہا تھا کہ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ۔
اور غلط بیانی کرتے ہوئے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں خلافت دے دی تھی اور پھر بات بدلتے ہوئے کہا کہ ولایت عطا فرمائی تھی۔
اور انہوں نے لفظ "مولیٰ" کا معنی خلیفہ کے کیے۔ جب کہ مشکوۃ شریف میں کتاب الکرامات میں حضرت سفینہ کے متعلق جو واقعہ ہوا کہ وہ افریقہ کے جنگل میں اپنے وقف کے ساتھ کھو گئے اور اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈ ہی رہے تھے کہ جنگل کا شیر سامنے آ گیا اور جب شیر آیا تو آپ ڈرے نہیں بھاگے نہیں بلکہ شیر کی طرح اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور جب شیر ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے کہا "یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"
تو اس متن کا ترجمہ تمام اہل سنت کی شرح میں کہیں بھی خلیفہ یا ولایت نہیں ہیں۔ اور عید غدیر خاص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہادت کے دن منائی جاتی ہے۔ لہٰذا آپ شرعی رہنمائی فرمائیں کہ

(۱) اہل سنت والجماعت کا یومِ عیدِ غدیر منانا کیسا؟
(۲) کیا غدیر خم کا واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت ملنے پر دلالت کرتا ہے؟
(۳) کیا غدیر خم کے موقع پر حضرت رضی اللہ عنہ کو ولایت عطا کی گئی تھی یا پہلے سے یا کس وقت ملی؟
(۴) کیا دیگر خلفاے راشدین کو ولایت حاصل نہیں ہوئی تھی؟
(۵) اور جو اہل سنت کے افراد علما ایسے جلسوں میں شرکت کریں یا جو ایسے جلسے منعقد کریں ان پر از روے شرع کیا حکم ہے؟

قرآن و احادیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا۔

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

الجواب

استفتا کے مندرجات دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مقرر خصوصی اہل تشیع کے عقائد و نظریات سے متاثر ہیں اور اہل سنت کے عقائد و نظریات سے ناواقف۔ اہل سنت پر طعن و تشنیع نہ کرے گا مگر وہ جو مخالفِ اہل سنت ہے۔

مقرر خصوصی کا عید غدیر منانے کا حکم دینا یقیناً شیعہ مذہب کی پیروی کی طرف غماز ہے۔ یوم غدیر اہل تشیع کی عید اکبر ہے۔ اور اس کو وہ خاص اس لیے مناتے ہیں کہ ان کے مطابق اس دن حضرت علی کو خلافت بلا فصل ملی تھی بلکہ امامت کے بھی قائل ہیں۔ نیز یہ بھی مشہور ہے کہ اس دن چوں کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت ہوئی تھی اس لیے وہ اس دن جشن مناتے ہیں۔ یہ ساری وجوہات ہو سکتی ہیں البتہ اصل وجہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل اور امامت ہے۔

اس عید غدیر کا بانی عراقی شیعہ حاکم معزالدین احمد بن ابو یہ دیلمی ہے۔ سب سے پہلے اسی نے رافضیوں کے ساتھ ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵۲ھ کو بغداد میں عید غدیر منائی۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے:

”ثم دخلت سنة ثنتين وخمسين وثلاثمائة.... وفي ثامن عشر ذي الحجة منها أمر معز الدولة بإظهار الزينة ببغداد وأن تفتح الأسواق بالليل كما في الأعياد، وأن تضرب الدبادب والبوقات، وأن تشعل النيران بأبواب الأمراء وعند الشرط ؛ فرحا بعيد الغدير- غدير خم- فكان وقتا عجيبا ويوما مشهودا، وبدعة ظاهرة منكرة.“

سن ۳۵۲ ہجری ۱۸/ ذی الحجہ کو معزالدولہ نے شہر بغداد سجانے اور رات کو عیدوں کی راتوں کی طرح بازار کھولنے کا حکم دیا۔ اور باجے اور بگل بجائے گئے۔ اور حکام کے دروازوں اور فوجیوں کے پاس چراغاں کیا گیا، عید غدیر کی خوشی میں، تو وہ وقت عجیب اور دیکھنے کا دن تھا۔ اور ظاہری بری بدعت کا دن تھا۔“ [البدایۃ والنہایۃ، لابن الکثیر ۲۶۱/۱۵]

امام ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

”وفيها في الثامن عشر ذي الحجة، أمر معز الدولة بإظهار الزينة في البلد، وأشعلت النيران بمجلس الشرطة، وأظهر الفرح، وفتحت الأسواق بالليل، كما يفعل ليالي الأعياد فعل ذلك فرحا بعيد الغدير، يعني غدير خم، وضربت الدبادب والبوقات، وكان يوما مشهودا“

اور سن ۳۵۲ ہجری ۱۸/ ذی الحجہ کو معزالدولہ نے شہر سجانے کا حکم دیا۔ اور درباریوں کی مجلس میں چراغاں کیا گیا اور خوشی کا اظہار کیا گیا اور بازار کھولے گئے رات کو جس طرح عیدوں کی راتوں کو کھولے جاتے، خوب خوشی منائی گئی، عید غدیر خم میں۔ اور باجے اور بگل بجائے گئے اور وہ دیکھنے کا دن تھا۔“ [الکامل فی التاریخ، ۲۴۶/۷]

امام ذہبی لکھتے ہیں:

”سنة اثنتين وخمسين وثلاثمائة. وفيها يوم ثامن عشر ذي الحجة، عملت الرّافضة عيد الغدير، غدير خمّ، ودقت الكوسات وصلّوا بالصحراء صلاة العيد“

اور سن ۳۵۲ ہجری ۱۸/ ذی الحجہ کو روافض (ابتدا میں معزالدین کا ذکر ہے) نے عید غدیر منائی ڈھول بجائے گئے۔

اور میدان میں نماز عید پڑھی۔"[العبر فی خبر من غبر،۲/۹۰]

الغرض: عید غدیر اہل تشیع کا تیوہار ہے۔اہل تشیع کے نزدیک جس کی اصل بنیاد یوم غدیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مولی علی کو خلافت وامامت دیناہے۔حالاں کہ یہ سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔

واقعہ غدیرخم سے مولی علی کی خلافت وامامت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔حدیث غدیرخم سے مولی علی کی فضیلت اجاگر ضرور ہوتی ہے لیکن اس سے خلافت وامامت مراد لینا جہالت ہے۔حالاں کہ اس سے قبل بھی متعدد مقامات پر مولی علی کو اسی طرح نبی کریم کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا مگر اس دن کو عید کا دن کیوں نہیں قرار دیا جاتا ہے؟

اہل تشیع واقعہ غدیرخم کے جن الفاظ کو اپنے مقصد پر استدلال کرتے ہیں وہ

''من كنت مولاه فعلي مولاه'' ہے۔

مقرر خصوصی نے بھی اپنی تقریر میں سبقتاً اس کا اظہار کیا ہے۔حالاں کہ اس جملہ سے کسی طرح بھی خلافت وامامت کا مفہوم ظاہر نہیں ہوتا ہے۔مولی کے معنی خلیفہ یا امام کے کہیں نہیں آتے بلکہ اس کے متعدد معانی میں سے ایک اہم معنی جو یہاں مراد ہے وہ ہے ناصر ومدد گار۔خلیفہ یا امام کا مفہوم محض فاسد ہے۔

ہم یہاں لفظ مولیٰ پر شارحین حدیث کے بیانات قلم بند کرتے ہیں: تاکہ مفہوم واضح ہوجائے۔

ملاعلی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''من كنت مولاه فعلي مولاه'' قيل، معناه: من كنت أتولاه فعلي يتولاه من الولي ضد العدو أي: من كنت أحبه فعلي يحبه، وقيل معناه: من يتولاني فعلي يتولاه، كذا ذكره شارح من علمائنا''

جس کا میں مدد گار ہوں اس کے علی مدد گار ہیں ۔کہا گیا ہے کہ اس کے معنی جس سے میں دوستی رکھتا ہوں اس سے علی دوستی رکھتے ہیں ۔دوست بمقابلہ دشمن، یعنی جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے علی محبت کرتے ہیں ۔اور یہ معنی بھی اس کے کیے گئے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے دوستی رکھی تو علی اس سے دوستی رکھتے ہیں ۔ہمارے شارحین علما نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔"

آگے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں"

وقيل: سبب ذلك أن أسامة قال لعلي: لست مولاي إنما مولاي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه''

اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت اسامہ نے کہا کہ علی میرے مولی نہیں ہیں میرے مولیٰ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں جس کا مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں ۔"

اور اس حدیث سے مولیٰ علی کی امامت پر استدلال کرنے والے شیعہ کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قالت الشيعة: هو متصرف، وقالوا: معنى الحديث أن عليا ۔ رضی اللہ عنہ ۔ يستحق التصرف في كل ما يستحق

الرسول صلى الله عليه وسلم ـ التصرف فيه، ومن ذلك أمور المؤمنين فيكون إمامهم أقول: لا يستقيم أن تحمل الولاية على الإمامة التي هي التصرف في أمور المؤمنين، لأن المتصرف المستقل في حياته هو هو— صلى الله عليه وسلم لا غير فيجب أن يحمل على المحبة وولاء الإسلام ونحوهما.

شعیہ نے کہاکہ وہ متصرف ہیں اور کہاکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ علی ہراس معاملہ میں تصرف کا حق رکھتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف کا حق رکھتے ہیں۔اورانہیں میں سے مسلمانوں کے معاملات ہیں پس وہ ان کے امام ہوئے۔میں کہوں گا کہ ولایت کواس امامت پر جو مومنین کے معاملہ میں تصرف ہے، محمول کرنادرست نہیں اس لیے کہ مستقل متصرف اپنی حیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کوئی غیرنہیں۔توواجب ہے کہ اسے محبت اوراسلام کی ولا اوران دونوں کے مثل پر محمول کیاجائے۔"[مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،کتاب المناقب،۱۱/۲۴۷]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"بداں کہ ایں اقوی چیزیست کہ تمسک کردہ اند شیعہ درادعای ایشاں نص تفصیلی بخلافت علی مرتضی رضی اللہ ومیکویند کہ مولی اینجابمعنی اولی باامامت است۔ما میکوئیم بشیعہ بطریق الزام کہ ایشان اتفاق کردہ ندبراعتبار تواتر دلیل امامت وکفتہ اند کہ تاحدیث متواتر نباشد بداں استدلال بر صحت امامت نتواں کردویقین است کہ ایں حدیث متواتر نیست"

یعنی جان لوکہ یہ سب سے طاقت وردلیل ہے جس سے اپنے دعوی پرشیعہ استدلال کرتے ہیں۔کہ یہ حضرت علی کی خلافت میں یہ تفصیلی نص ہے اور کہتے ہیں کہ اس جگہ مولی کے معنی اولی بالامامت ہے۔ہم بطورالزام شیعہ سے کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک امامت کی دلیل میں بالاتفاق تواتر معتبر ہے اوران لوگوں نے کہاہے کہ جب تک حدیث متواتر نہ ہواس سے امامت کے صحیح ہونے پراستدلال نہیں کرسکتے۔اوریقینی بات ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔"

[اشعۃ اللمعات فارسی،۴/۲۷۳،باب مناقب علی]

علامہ ابن حجر ہیتمی نے الصواعق المحرقہ میں لفظ مولیٰ وغیرہ سے خلافت وامامت مرادلینے پر شیعوں کی جانب سے دیے گئے دلائل کاتفصیلی جواب دیاہے۔یہ مقام اس تفصیل کامتحمل نہیں ہے۔ہم بس لفظ مولی کے امام یاخلیفہ مرادلیے جانے پردیے گئے جواب کونقل کرنے پراکتفاکرتے ہیں۔علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

"زعموا أن من النص التفصيلي المصرح بخلافة على قوله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم موضع بالجحفة مرجعه من حجة الوداع"

اہل تشیع نے گمان کیاکہ خلافت علی پرنص مصرح تفصیلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاوہ قول (یعنی جس کامیں مولی ہوں اس کے علی مولی ہیں) ہے جوغدیرخم کے روز مقام جحفہ میں حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت فرمایاتھا۔"[الصواعق المحرقہ،ص۶۵]

اس پراہل تشیع نے جودلیل دی ہے اس کے جواب میں لکھتے ہیں::

"لانسلم أن معنى الولي ما ذكروه بل معناه الناصر... على أن كون المولى بمعنى الإمام لم يعهد لغة ولا شرعا"

ہم یہ نہیں مانتے ہیں ولی کا وہ معنی جو انہوں نے ذکر کیا ہے ہم نہیں مانتے ہیں ۔ بلکہ اس کا معنی مدد گار کے ہیں ....اس بنیاد پر کہ مولی کے معنی امام ہونا لغت اور شرع کے اعتبار سے معہود نہیں ہے ۔" [مرجع سابق: ص۶۶،۶۵]

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں:

"مولیٰ کے بہت معنی ہیں دوست، مدد گار، آزاد شدہ غلام، آزاد کرنے والا مولیٰ ۔ اس کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں ۔ یہاں بمعنی دوست محبوب ہے ۔ یا بمعنی مدد گار ۔ اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں اور مدد گار بھی ۔ اس لیے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں ۔

رب فرماتا ہے: ''فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صٰلِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ''

شیعہ کہتے ہیں کہ مولا بمعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں آپ خلیفہ بلا فصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے:

ایک یہ کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ یا بمعنی اولیٰ بالخلافہ کبھی نہیں آتا ۔ بتاؤ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبریل کس کے خلیفہ ہیں حالانکہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا: ''فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ''

دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر من کنت مولاہ کے کیا معنی ہوں گے ۔

تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے اپنی حیات شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ بمعنی خلیفہ کیسے ہوگا ۔

چوتھے یہ کہ اگر مان لو کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ ہی ہو تو بھی بلا فصل خلافت کیسے ثابت ہوگی ۔ واقعی آپ خلیفہ ہیں مگر اپنے موقعہ اپنے وقت میں ۔

پانچویں یہ کہ اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ ہوتا تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، الخلافۃ فی القریش خلافت قریشی میں ہے ۔ تم لوگ چونکہ قریش نہیں لہذا تم امیر نہیں بن سکتے ، وزیر بن سکتے ہو ۔ اس وقت حضرت علی نے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا ۔ بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے ۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ نہ تھا ۔

چھٹے یہ کہ حضور کے مرض وفات میں حضرت عباس نے جناب علی سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لیے لے لو حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے ۔ اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا ۔

ساتویں یہ کہ خلافت کے لیے روافض کے پاس نص قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت چاہیے یہ حدیث نہ تو قطعی الثبوت ہے کہ حدیث واحد ہے نہ قطعی الدلالت کہ مولی کے بہت معنی ہیں اور مولیٰ بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آتا"

[مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۸/۴۲۵]

الغرض:۔ حدیث غدیرخم میں لفظ مولی کے معنی مددگار کے ہیں سوائے اہل تشیع کے کسی نے بھی مولی کے معنی خلافت،امامت یاولایت معروفہ نہیں لئے ہیں۔

لہٰذامقرر خصوصی کااس معنی سے خلافت یاولایت بمعنی امامت یاولایت معروفہ مرادلیناغلط ہے۔بلکہ خلافت مرادلینے میں اہل تشیع کے باطل عقیدہ کی ترجمانی ہے۔جویقیناًگمراہی ہے۔کیوں کہ حضرت علی کواس حدیث کی روشنی میں اہل تشیع خلیفہ بلافصل تسلیم کرتے ہیں۔اور خلفاے ثلاثہ حضرت ابوبکر،حضرت عمر،حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کوباطل مانتے ہیں۔حالانکہ یہ سراسرضلالت وگمراہی بلکہ کفرہے کیوں کہ خلفاے اربعہ کی خلافت پراجماع امت ہے۔اوراجماع امت کاانکارکفرہے۔شارح بخاری،مفتی شریف الحق امجدی فرماتے ہیں:

”رافضیوں کایہی عقیدہ ہے کہ خلیفہ بلافصل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں خلفاے ثلاثہ کی خلافت باطل ہے۔ اوروہ غاصب تھے۔ان کایہ عقیدہ باطل ہے۔“[فتاوی شارح بخاری،۲/۲۴]

فقیہ ملت،مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں:

”بعض شیعہ صاحبان نے اس موقع پرلکھاہے کہ

"غدیرخم"کاخطبہ یہ"حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خلافت بلافصل کااعلان تھا"مگراہل فہم پرروشن ہے کہ یہ محض ایک "تک بندی" کے سواکچھ بھی نہیں۔کیوں کہ اگرواقعی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خلافت بلافصل کا اعلان کرناتھا،توعرفات یامنیٰ کے خطبوں میں یہ اعلان زیادہ مناسب تھا۔جہاں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کااجتماع تھا۔نہ کہ غدیرخم پرجہاں یمن اورمدینہ والوں کے سواکوئی بھی نہ تھا۔“[سیرت مصطفی،ص۵۳۵]

حکیم الامت فرماتے ہیں:

”شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قطعی اورمنصوص ہے کہ غدیرخم پرحضورانورنے انہیں اپناخلیفہ مقررکردیاتھا۔اس صورت میں شیعہ حضرات کی یہ توجیہ درست نہیں۔“[مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح،ج۸/۲۹۶]

حضورصدرالافاضل فرماتے ہیں:

”علاوہ بریں اس خلافتِ راشدہ پرجمیع صحابہ اورتمام امت کااجماع ہے۔لہٰذااس خلافت کامنکرشرع کامخالف اور گمراہ بددین ہے“[سوانح کربلا،ص۴۲]

حضوراعلیٰ حضرت فتح القدیراورفتاوی بزازیہ کے حوالے سے رقم طرازہیں:

”فی الروافض من فضل علیاعلی الثلاثۃ فمبتدع وان انکرخلافۃ الصدیق اوعمررضی اللہ عنہما فھوکافر“

رافضیوں میں جوشخص مولیٰ علی کوخلفاے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے۔اوراگرصدیق یافاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہماکی خلافت کاانکارکرے توکافرہے۔وجیزامام کردری میں ہے:

من انکرخلافۃ ابی بکررضی اللہ تعالیٰ عنہ فھوکافرفی الصحیح ومن انکرخلافۃ عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ فھوکافرفی الاصح

خلافتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے، یہی صحیح ہے، اور خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ ر تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے، یہی صحیح تر ہے"[فتاوی رضویہ جدید،۱۴/۲۵۰]

رہا معاملہ کہ مولی علی کو ولایت کب حاصل ہوئی تو اس کی کہیں تصریح نہیں ہے ہر صحابی ولی ہوتا ہے، حسب مراتب خلفاے راشدین اولیاے کرام کی صف اول میں داخل ہیں۔ اولیاے غیر صحابہ سے بدرجہا افضل وارفع ہیں۔

حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام سب اولیاے کرام تھے..... صحابہ کرام میں سب سے افضل واکمل واعلیٰ واقرب الی اللہ خلفاے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بترتیبِ خلافت، یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے کامل مکمل ہیں۔ اور دارا ے نیابت نبوت ہونے میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور دارا ے تکمیل ہونے میں حضرت مولا علی مرتضیٰ شیرِ خدا مشکل کُشا کا رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔"[فتاوی رضویہ قدیم،۱۲/۷۰]

مزید فرماتے ہیں:

"اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلّہ صحابہ کرام مراتبِ ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقا کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیاے عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں۔ اور ان کی شان ارفع واعلیٰ ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں۔ لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے۔ اور صدیق کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہوگئیں"

[فتاوی رضویہ جدید،۲۴/۶۸۴،۶۸۳]

الحاصل:۔ **مقرر خصوصی کا یوم غدیر منانے کی ترغیب دینا، اہل تشیع کے باطل وگمراہ کن نظریات کی تشہیر و ترویج کرنا ہے۔ جو یقیناً گناہ بلکہ گمراہی و کفر پر مدد ہے۔ یوں ہی ایسے جلسوں میں شرکت کرنا جہاں اہل تشیع کے باطل وفاسد کفریہ عقائد کی تشہیر ہو، حرام بلکہ ان کے کفریہ عقائد پر راضی ہونے اور ان کی تشہیر میں مدد کرنے کے سبب کفر ہے۔**

بالجملہ: **یوم غدیر کو عید منانا اگر اہل تشیع کے باطل نظریات سے متفق ہوئے بغیر بھی ہو تب بھی گناہ پر مدد کرنے کا الزام رہے گا۔ اور چوں کہ عید غدیر کی بنیادی وجہ حضرت علی کی خلافت بلافصل اور خلفاے ثلاثہ کی خلافت کا انکار ہے جو بلاشبہہ کفر ہے۔ تو اس طرح کفر پر مدد کرنا ہے۔ لہٰذا گناہ پر مدد گناہ کبیرہ اور کفر پر مدد کفر ہے۔**

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

''الإعانة على المعاصي والفجور والحث عليها من جملة الكبائر''

گناہوں اور برائیوں پر مدد کرنا اور اس پر ابھارنا گناہ کبیرہ ہے۔"[البنایۃ شرح الھدایۃ،۹/۱۴۸]

فتاوی شامی میں ہے:

''فلا تجوز الإعانة على تجديد الكفر فيها.... وأن من ساعد على ذلك فهو راض بالكفر والرضا بالكفر كفر''

تجدید کفر پر مدد جائز نہیں ہے اور جس شخص نے کفر میں کوشش کی تو وہ کفر پر راضی ہوا اور کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔"

[ردالمحتار، ۲۰۵/۴]

حضوراعلیٰ حضرت طحطاوی علی الدر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"التفرج علی المحرم حرام (حرام پر خوشی بھی حرام ہے) ایسے جلسوں میں شرکت گناہ کبیرہ ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: پس نصیحت و یاددہانی کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو....

قال اللہ تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔" [فتاوی رضویہ جدید، ۱۰۲/۱۵، ۱۰۱]

علاوہ ازیں عیدغدیر منانا اہل تشیع کا مذہبی شعار ہے اور کسی کافر قوم کے مذہبی شعار کو اپنانا یقیناً تشبہ کے درجہ میں آتا ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من تشبہ بقوم فھو منھم" "جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے۔"

[سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، ۲۰۳/۲]

البتہ اگر ان کے عقائد و نظریات کو مان کر ہے تو تشبہ التزامی ہے۔اور اگر ان کے عقائد سے تو اتفاق نہیں بلکہ اپنے طور پر ہی مناتا ہے لیکن ان کا مذہبی شعار ہونے کے سبب تشبہ پایا جارہا ہے تو تشبہ لزومی ہے۔پہلی صورت میں کفر ہے کیوں کہ تشبہ کے سبب کفریہ عقائد پر رضا شامل ہے۔اور دوسری صورت میں کم از کم تشبہ کے سبب حرمت و ممانعت ضرور ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"تشبہ دو وجہ پر ہے: التزامی و لزومی۔التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز و وضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے.....اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی.....اس قوم کو محبوب و مرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفّار کے ساتھ معاذاللہ کفر"

[فتاوی رضویہ جدید، ۵۳۰/۲۴]

مزید فرماتے ہیں:

"نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے یا یوہیں بطور ہزل و استہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام و ممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنّار، قشقہ، چُٹیا، چلیپا، تو علما نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت آنفا۔اور فی الواقع صورت استہزا میں حکم کفر ظاہر ہے کما لایخفی۔

اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے جب کہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ،

پتلون، اُلٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ"

[فتاوی رضویہ جدید، ۵۳۲/۲۴]

حضور اعلیٰ حضرت ملا علی قاری کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"انا ممنوعون من التشبیه بالکفرۃ واهل البدعة المنکرۃ فی شعارهم"

ہمیں کافروں اور منکر بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔"

[فتاوی رضویہ جدید، ۵۳۳/۲۴]

اور فرماتے ہیں:

"اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہو اس پر لزوم کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من تشبه بقوم فهو منه" جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

اشباہ والنظائر میں ہے: عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار فی قلبه وکذا لوتزنر بزنار الیهود والنصارٰی دخل کنیستهم اولم یدخل .... جامع الفصولین منح الروح الازہر میں ہے: من خرج الی السدۃ قال القاری ای مجمع اهل الکفر کفر لان فیه اعلام الکفر وکانه اعان علیه۔

جو کوئی (دارالاسلام کو چھوڑ کر) کفار و مشرکین کے مجمع میں جائے (السدۃ۔ محدث ملا علی قاری نے فرمایا:
اس کا معنی مجمع اہل کفر ہے) تو وہ کافر ہو گیا کیوں کہ اس میں کفر کا اعلان ہے۔
گویا وہ کفر پر ان کی امداد کر رہا ہے....اور کفر کے اہتمام میں شریک ہونا اور اس پر راضی ہونا کفر ہے الرضا بالکفر کفر (کفر پر راضی ہونا کفر ہے) وہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے۔"

[فتاوی رضویہ جدید، ج۲۱ص۲۹۶،۲۹۷]

الحاصل:۔ عید غدیر اہل تشیع کا مذہبی تہوار ہے۔ اہل سنت کا اس دن عید منانا اہل تشیع کے باطل افکار و عقائد کی تائید کا موجب اور ان کے اس باطل و کفریہ عقیدہ کو تقویت دینے کے مترادف ہے۔

لہٰذا مقرر خصوصی کا عید غدیر کی ترغیب دینا لوگوں کو کفر اور کم از کم گمراہی کی دعوت دینا ہے اور ساتھ ہی روافض کے باطل نظریات کو تقویت پہنچانا ہے۔ مقرر خصوصی کو چاہیے کہ توبہ کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح و بیعت کرے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار اور اس کے حاشیہ رد المحتار میں ہے:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا، وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة" ای تجدید الاسلام" وتجدید النکاح۔ متفق علیہ کفر سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کی حالت میں جو اولاد ہو گی وہ اولاد زنا ہو گی اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس میں توبہ، تجدید اسلام اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔"

[الدر المختار مع الرد المحتار: باب المرتد، ۳۹۱/۶]

اوراگر مقرر خصوصی کا مقصد عید غدیر کو منانے سے فقط حضرت علی کی محبت ہی ہے۔یا یوں ہی رسماً منانا ہے۔
اوراہل تشیع کے افکارونظریات جواس غدیر سے وابستہ ہیں ان سے بالکلیہ متفق نہیں ہے بلکہ ان کوفاسدوباطل جانتااور مانتاہے۔تویہ بھی تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے،جیساکہ حضوراعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"جوبات کفار یابدمذہباں اشرار یافسّاق فجّار کا شعار ہوبغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اس کا اختیار ممنوع وناجائزوگناہ ہے۔اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہوکہ اس سے اس وجہ خاص میں ضروراُن سے تشبّہ ہوگااسی قدرمنع کوکافی ہے اگرچہ دیگروجوہ سے تشبّہ نہ ہو"[فتاوی رضویہ جدید،۲۴/۵۳۵]

لہٰذاایسی صورت میں مقرر خصوصی پررجوع اور توبہ لازم ہے۔اورآئندہ اس طرح معمولات اہل سنت کے خلاف زبان درازی سے بازآناواجب وضروری ہے۔اوراگروہ اس پرعمل نہ کرے تو مسلمانوں پرلازم ہے کہ وہ اس کا بائیکاٹ کریں اوراس سے ہرطرح کاتعلق ختم کرلیں۔قرآن پاک میں ہے:

''وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ''

(اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تویادآنے پرظالموں کے پاس نہ بیٹھ)[کنزالایمان پارہ۲۸،سورہ انعام آیت ۶۸]

هٰذا ما عندی والعلم عنداللہ تعالیٰ

کتبـــــــــــــــــــہ

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری درالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

مورخہ:۲؍محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

محمد ذوالفقار خان نعیمی
نوری دارالافتاء

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi